سیرت رسول ﷺ میں مذہبی رواداری کی اہمیت

Importance of the religious tolerance in the light biography of Prophet Muhammad (PBUH)

Dr Mohammed Shafiq
Lecturer Department of Islamic & Pakistan Studies ،Kohat University of Science & Technology, Kohat
Email: mshafiq@kust.edu.pk

Sadiq Ali
PhD Scholar Gomal University D.I.Khan
Email: sadiqaliktk@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
All human beings are like a family in the eyes of Allah and the best among all is the one who is best to other fellowmen Tolerance is contrary to harshness which means endurance is the name of tolerance in religious context. The teachings of religious endurance or tolerance are an illuminating chapter in Islam. From the teachings of Quran and Hadith it will be clear that there are a lot of focus and stress upon humanity and religious tolerance, confirming that Islam is such a universal religion is which is based upon politeness, service to humanity and their betterment and such values are the religious priority in Islam.

Key word: human beings, Seerah, tolerance.

تمہید :اسلام نے دوسرے مذاہب وادیان کے ماننے والوں کو کتنی عزت وتوقیر سے نوازاہے ؟، ان کو کس طرح کی مذہبی آزادی دی؟ اور کس طرح ان کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھا۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کے ساتھ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے کیا طریقہ کار اپنایا، کس طرح سے ان کی عزت وناموس سے کھلواڑ کیا؟ اور ان کے مذہبی حقوق کو چھین لیا۔ اور ان کو اپنا دین ومذہب ماننے پر مجبور کیا۔ ہم نے انہی کی زبانی مندرجہ بالا سطروں میں ملاحظہ کیاہے۔ یہ ہے وہ واضح فرق اسلام میں اور دوسرے ادیان ومذاہب میں اسلام جیسی وسعت قلبی دنیا آج تک پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم وسلاطین اسلام نے مذہبی آزادی کے معاملے میں جس وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیاہے اور جتنا انھوں نے دین ومذہب کے سلسلہ میں استغناسے کام لیااس کی مثال اور کہیں دیکھنے کو نہیں ملتی ہے۔ دوسرے مذہب کی تعلیمات میں اور ان کے ماننے والوں میں مذہبی امور کو انجام دینے کی اس طرح کی آزادی دیکھنے کو نہیں ملتی ہے۔ مذہبی آزادی اسلام میں کتنی ہے اس کے ثبوت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کوئی کمیٹی یا کوئی ادارہ قائم نہیں کیا گیا۔ اسلامی ریاست میں یہود ونصاریٰ پوری آزادی کے ساتھ مذہبی امور کو ادا کرتے تھے ان کو بھی ملت اسلامیہ میں وہی حقوق حاصل تھے جو خود مسلمانوں کو حاصل تھے ان کے جان ومال کی وہی قدر وقیمت تھی جو ایک مسلمان کے جان ومال کی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے اگر اس قسم کی تدبیریں کی جاتیں جو دوسرے ادیان ومذاہب کی ترویج واشاعت کیلئے اختیار کی گئی ہیں، تو بلاد اسلام میں کسی غیر مذہب یا اس کے ماننے والوں کا وجود بھی باقی نہ رہتا۔ اسلام کی ذاتی خوبیوں اور سادہ تعلیم کے ساتھ اگر سامانِ رضا ور غبت کو بھی جمع کر دیا جاتا تو کیا ایک بھی ایسا انسان باقی رہ جاتا جو اسلام کو قبول نہ کر لیتا۔ کیا جس طرح "اندلس" (اسپین) جیسا وسیع ملک جہاں

کروڑوں مسلمان تھے پھر مسلمانوں سے خالی ہو گیا۔ روم، شام، عراق، ہند وسندھ وغیرہ اور خود "اندلس" کا ہی حال پامال نہ ہوتا، تا آنکہ سوائے اسلام کے دوسرے مذاہب وادیان کا نام ونشان مٹ چکا ہوتا، لیکن ایسا ہر گز نہ ہوا۔ بہر حال اسلام نے مساوات اور مذہبی آزادی کے وہ فراخدل اصول وضابطے تیار کیے جن کی وجہ سے سلطنت اسلامیہ کے عروج کے زمانہ میں یہودی وعیسائی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے ایک ساتھ رہتے تھے. عالم دنیا کے سارے انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک کنبہ یا خاندان کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر وہی انسان ہے جو اس کنبہ یعنی دوسرے انسانوں کے ساتھ اچھا ہو۔ رواداری، عدم تحمل کی ضد ہے یعنی کہ یہ صبر اور برداشت کرنے کا دوسرا نام ہے۔ اسلامی درس میں مذہبی رواداری کا درس ایک واضح باب ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئے گی کہ مذہبی رواداری کی بہت زیادہ روایات ہیں جن سے اچھی طرح اندازہ ہو گا کہ اسلامی مذہب ایک ایسا مذہب ہے جس میں انسانیت کے ساتھ اچھا سلوک، انسانوں کی عزت وخدمت اور ان کی بہتری ہی سر فہرست ہے۔

اسلام بنیادی طور پر رواداری کا درس دیتا ہے اور دوسروں کے مذہب کا احترام کرنا بھی سکھاتا ہے، آج کل گلوبل دنیا میں لسانی، مذہبی، سماجی بحران کا اصل سبب بھی یہی ہے موجودہ دور کے دنیا میں امن وامان کا فقدان ہے اور آج کل کے کشمکش دور میں قوموں، مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان مکالموں کو بطور ضرورت اور بطور خواہش محسوس کیا جارہا ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے آگاہی ملتی ہے کہ کفار کے ساتھ مکالمہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ معاہدہ کرنا بہت بہتر امور میں سے ہے جو سنت نبویہ ﷺ بھی ہے جیسے صلح حدیبیہ کا مشہور معاہدہ اور میثاق مدینہ کا معروف معاہدہ۔ جو نبی کریم ﷺ کا مدینہ طیبہ آکر یہودیوں کے تین مشہور قبائل بنو نضیر وبنو قریضہ اور بنو قینقاع کے ساتھ ہوا تھا ۔ رواداری انسانوں کے فطری حقوق کی پاس داری کا نام ہے۔ یہ حقوق مختلف قسم کے ہیں: مذہبی اعمال اور قوانین کے برتنے کے حقوق، قبائلی اور علاقائی حقوق، خانگی اور معاشرتی حقوق اور پھر جانوروں، درختوں، سبزہ زاروں اور فطری خوبصورتی کے حقوق اور اب سب کی عملی طور سے پاس داری کا نام رواداری ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس رواداری کا صحیح منظر نامہ دنیا نے عہد رسالت میں دیکھا۔ خلاصہ البحث یہ ہے کہ محمد ﷺ کے مکی دور کے مختصر عرصہ میں دنیا کے مختلف مزاج کے لوگوں کے ذہنوں میں دین اسلام کو ڈال دیا جو عمل، اخلاق اور روادارانہ نظام کی وجہ سے تھا جس کا اعتراف دنیا کے نامور ومعروف مؤرخین اور مفکرین بلکہ حکمران نے بھی کیا۔ شمار کے چند افراد نے منفی باتیں لکھی ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہیں اس لیے ان کا تذکرہ کرنا وقت کا ضیاع ہے جیسے ان لوگوں نے اپنا وقت ضائع کیا ہے۔ اب ملاحظہ کریں

مذہبی رواداری اور محمد ﷺ کے اسوۂ کریم کے منظر نامے:

یہودیوں کے ساتھ مذہبی رواداری: مکہ سے ہجرت کرکے جب رسول اللہ ﷺ دینہ پہنچے تو وہاں یہودیوں کا زور تھا جن کے تین مشہور ومعروف قبائل بنو نضیر وبنو قینقاع اور بنو قریضہ کا رعب ودبدبہ زوروں پر تھا اور دوسری طرف دو اور قبائل اوس وخزرج بھی مدینہ کے رہائشی تھے جن کے ساتھ مل کر یہی قبائل فتنہ انگیزیوں سے لڑا کرتے تھے کیونکہ یہودیوں نے قلعے بنائے تھے جن سے یہ دو قبائل بہت پریشان تھے۔ رسول مآب ﷺ کا یہودیوں کے شر انگیزیوں سے آشنا اور واقف ہونے کے باوجود ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھتے اور

مذہبی رواداری برقرار رکھنے کی کوشش کی اور ان کے ساتھ معروف ومشہور معاہدہ میثاق مدنیہ کے نام پر لکھوایا۔ جس کے شرائط درج ذیل ہیں[1]:

1 "مدینہ میں خون بہااور فدیہ کا جاری طریقہ اب بھی جاری رہے گا۔"
2 "مذہبی آزادی کاہر قسم حق یہودیوں کو حاصل ہو گا۔"
3 "مسلم برادری اور یہودی ایک دوسرے کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات برقرار رکھے گے۔ "
4 تیسرے فریق کے مدمقابل ہونے کے موقع پر ہر فریق ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔
5 قریش مکہ کوامان نہیں دیاجائے گا۔
6 مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں دونوں فریق ملکر دفاع کریں گے۔
7 فریقین کے ساتھ صلح ہر فریق کی صلح تصور ہوگی۔ جبکہ مذہبی جنگ مستثنیٰ ہے۔

خیبر میں یہودیوں نے 7ھ میں مسلمانوں کے مال اور جانور لوٹ لیے جس پر محمد ﷺ بہت غصہ ہوئے اور لوگوں کو مجتمع کر کے ارشاد فرمایا:"اللہ تعالیٰ کی قسم تمہارے لئے اہل کتاب کے گھروں میں گھس جانا جائز نہیں اور نہ ان کے عورتوں کو مارنا جائز اور نہ ان کے پھلوں کو کھانا جائز ہاں باا جازت جائز ہے۔ "[2] بھرے بازار میں ایک یہودی نے موسیٰ کی فضیلت پر قسم کھائی تو صحابی رسول نے کہا کہ محمد ﷺ کی فضیلت پر بھی تو اس کے انکار پر صحابی نے ایک تھپڑ مارا تو یہودی رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت لگادی تو رسول خدا ﷺ نے برہمی کا اظہار کیا۔[3] محمد ﷺ کی رواداری ایک فقدالمثال تھی اسلام کے ابتدائی دور میں مشرکین مکہ نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایذا اور ظلم کی انتہا کر رکھی تھی تو اس سخت ترین موقع پر جب ایک صحابی نے آپ ﷺ سے بددعا کرنے کی التجا کی تو رسول اللہ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔[4]

کفارومشرکین کے ساتھ مذہبی رواداری: اسلام کے ابتدائی سخت ترین دور میں مکہ میں قحط پڑ گیا یہاں تک کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے پر مجبور ہوگئے تو ابوسفیان محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی کہ آپ کی قوم ہلاکت کی طرف جارہی ہیں لہذا اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ یہ تکلیف رفع ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ نے قحط دور کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو رفع کیا۔[5] اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میں نے میری مشرکہ والدہ کے بارے میں معاہدہ قریش کے ایام میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں میری ملاقات کے لئے میری پاس آنے کی خواہش مند ہے تو میں اس سے ملاقات کر سکتی ہو۔ تو رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اس سے ملنے کی اجازت دے دی۔[6]

---

[1] ابن هشام،عبدالملك بن هشام بن ايوب،سيرة النبويه، دار المعارفه ,بيروت،ص278،279/1
[2] ندوي، سيد سليمان، سيرة النبی، دارالمصنفين، دهلي، ص1 / 582
[3] ايضاً، ص370/2
[4] ايضاً، ص320/2
[5] ندوي، سيد سليمان، سيرت النبی، ص379/2
[6] البخاري، مُحَمَّد بن إسماعيل،صحيح بخاری،دار طوق النجاة،بيروت،ص446/1

عیسائیوں کے ساتھ مذہبی رواداری: محمد ﷺ کا عیسائیوں سے کسی قسم کی لڑائی نہیں ہوئی، عیسائیوں کے ساتھ معاہدے ہوتے رہے۔ 6ھ میں سردار دوکونین ﷺ نے سینا پہاڑی کے راہبوں کو بہت بڑی مراعات دیں جو رواداری کی شاندار اور زندہ مثال ہے۔[7] عیسائیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا برتاؤ بہت اچھا رہا عدی حاتم طائی کا بیٹا قبیلے کا سردار اور عیسائی تھا یمن پر چڑھائی کے موقع پر وہ شام بھاگ گئے جنگ میں اس کی بہن گرفتار ہوئیں تو ان کو مدینہ لیکر بڑی عزت واکرام دیکر رخصت کیا تو عدی کے پاس گئیں اور بہن نے بہت اسرار کیا اور کہا کہ جتنا جلد ہوسکے رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں حاضری دے دیں بہن کی بات مان کر اسلام قبول کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہوگئے۔[8] نجران عیسائیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا سلوک رواداری کی بہترین مثال ہے مسجد نبوی میں نماز عصر سے فراغت کے بعد عیسائیوں کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ وفد مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا جب ان کے مذہب کے مطابق نماز کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مسجد نبوی میں اپنی عبادت ادا کرنے کی اجازت دے دی۔

قاصدوں کے ساتھ مذہبی رواداری: پیغمبر ﷺ غیر مسلم قاصدوں کے ساتھ مذہبی رواداری کا سلوک پیش کرتے اور ان کی عزت و آبرو کے حفاظت کرنے کی تاکید فرماتے تھے، ان کی اعلیٰ ضیافت و مہمانوازی کا انتظام فرماتے، واپسی کے وقت قیمتی قیمتی تحفے تحائف پیش فرماتے۔ ایک دفعہ ہرقل کا قاصد نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضری دینے کے بعد واپسی پر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وساطت سے بہت قیمتی صفوری جوڑا دیکر رخصت کیا۔[9] "حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے قریش نے محمد ﷺ کے پاس قاصد بناکر بھیجا، جب میں نے محمد ﷺ کا دیدار کیا تو میرے دل میں اسلام ڈال دیا گیا، لہٰذا میں نے درخواست کی کہ اب میں قریش کے پاس لوٹ کر نہیں جاؤں گا تو محمد ﷺ نے کہا کہ میں وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا قاصدوں کو ذلیل کرنا میرا شیوہ نہیں تم واپس جاؤ وہاں پہنچ کر پھر اگر دل میں کوئی بھی ارادہ ہو تو پھر آنا۔[10] تاریخ شاہد ہے کہ ابوسفیان پر اسلام سے پہلے معاہدہ تھوڑنے کا اعتراض تھا جب وہ قریش کی طرف سے وکیل اور سفیر بن کر قاصد کی حیثیت سے مدینہ آکر نبی کریم ﷺ کے دربار میں تشریف لایا تو نبی کریم ﷺ نے کوئی تعرض نہ فرمایا ورنہ عہد توڑنے کی سزا سر کاٹنا تھا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے رواداری کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کو واپس جانے دیا۔ کیونکہ وہ قریش کا قاصد تھا۔[11] جنگ میں مذہبی رواداری: جنگ جیسے نازک وسنگین اور سخت حالات میں بھی نبی کریم ﷺ نے رواداری کا لحاظ رکھا ہے جو جنگ کے اصول وضوابط میں واضح اور نمایاں ہیں چند اصول درج ذیل ہیں:[12]

1. کسی بوڑھے، بچے یا عورت کو قتل نہ کیا جائے۔
2. دوران جنگ دشمن کے مال اور خاندان کو نہ لوٹا جائے۔
3. مقتولوں کا سر کاٹ کر گشت نہ کرایا جائے۔

[7] ندوی، سید سلیمان، سیرت النبی، ص 14/2

[8] ایضاً، ص 371/2

[9] ابن كثير ،اسماعيل بن عمر ،البدايه والنهايه،دارالمعرفة بيروت،ص 176/7

[10] السِّجِسْتاني،ابو داود سليمان بن الاشعث بن إسحاق، سنن ابو داؤد،المكتبة العصرية،بيروت،حديث: 2760

[11] زادالمعاد لابن القيم ، ص 422/3

[12] النيسابوري،مسلم بن الحجاج،الجامع صحيح المسلم،دار إحياء التراث العربي،بيروت،ص 82/2

4 دشمن کو گرفتار کر کے تیر کا نشانہ نہ بنایا جائے اور نہ تلواروں سے کاٹا جائے۔

5 گرفتار شدہ جنگی قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔

6 دشمن جب صلح پر امادہ ہوئے تو ان سے صلح کر لی جائے۔

7 قاصد آنے کی صورت میں ان کی حفاظت کرنا ہماری اہم ذمہ داریوں میں سے ہیں۔ اس کے قتل سے اجتناب بہت ضروری ہے۔ خواہ اس کے ساتھ اختلاف اور نزاع کیوں نہ ہو۔

8 دشمن کے ساتھ جو معاہدہ ہو جائے اس کی پابندی بے حد ضروری ہے۔

9 مقتولین کو جنگ میں نہ مسخ کیا جائے اور نہ مثلہ، یعنی ناک، کان آنکھ وغیرہ کاٹنے کو مثلہ کہتے ہیں۔

رباح بن ربیع سے روایت نقل ہے کہ ایک غزوہ میں ایک چیز پر بہت سے لوگ اکٹھے جمع تھے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جمع ہو گئے ہیں تو ایک آدمی نے بتایا کہ یہ ایک عورت کے گرد اکٹھے ہو گئے ہیں جو مقتول ہے تو رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کیونکہ وہ اس غزوہ کا سالار تھا کہ مزدور اور عورت کو جنگ میں نہ قتل کیا جائے کیونکہ وہ جنگ نہیں کرتیں۔[13] لڑائی میں اس سے بہتر کوئی بھی مذہبی رواداری قائم کرنے کے اصول وضوابط دنیا نہ پیش کر سکتی ہے اور نہ ہی دکھا سکتی ہے۔

کافروں کے مال و متاع کے ساتھ مذہبی رواداری: جنگ خیبر کے موقع پر مسلمانوں کو مال غنیمت کے ساتھ ساتھ توریت کے چند نسخے بھی ہاتھ آئے۔ یہودیوں نے ان نسخوں کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے رواداری کا بہترین مثال قائم کرتے ہوئے ان نسخوں کو واپس کرنے کا حکم جاری فرمایا۔[14]

صلح حدیبیہ میں مذہبی رواداری: 6ھ میں درپیش واقعہ صلح حدیبیہ بظاہر مسلمانوں کا خلاف نظر آرہا تھا لیکن اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے اس معاہدے کو قبول کر کے رواداری کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ اس کے چند دفعات مندرجہ ذیل ہیں:[15]

1 مسلمان اس سال مدینہ المنورہ واپس چلے جائیں، مکہ المکرمہ کے اندر نہ آئے آئندہ سال آئے، تین دن قیام کریں مگر ان کی تلواریں نیام میں رہیں۔

2 مدینہ سے قریش کے پاس آنے والے مرتد آدمی کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

کیا دنیا کی کوئی قوم اپنا نقصان اٹھا کر مذہبی رواداری کی یہ مثال قائم کر سکتی ہے؟

فتح مکہ میں مذہبی رواداری: 8ھ میں جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ عاجزی سے اپنا سر مبارک جھکا کر داخل ہو رہا تھا آپ ﷺ کی فتح میں نہ بربادی و تباہی ہوئی اور نہ کوئی ہلا کتیں۔ اگر کوئی کسی بادشاہ کی تاریخ کے اوراق پر نظر دہرائے تو معلوم ہو جائے گا کہ جب کوئی بادشاہ یا ڈکٹیٹر کسی علاقے میں داخل ہوتا ہے تو وہ تباہی مچاتا ہے ان کی آبادی خون سے لت پت ہو جاتا ہے خوبصورت شہر کو کھنڈرات میں تبدیل کرتا ہے بچے یتیم ہو جاتے ہیں اور عورتیں بیوہ ہو جاتیں ہیں۔ دوران فتح مکہ دنیا کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے یہ تاریخ ثبت کر دی کہ ہر وقت بزور شمشیر علاقے فتح نہیں ہوتے بلکہ کبھی کبھی مذہبی رواداری سے بھی علاقے فتح ہوتے ہیں۔ کیونکہ مکہ وہ علاقہ تھا جہاں محمد ﷺ

[13] السِّجِسْتاني،ابو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق،ابوداؤد ،ص6/2

[14] الواقدي ، مُحَمَّد بن عمر بن واقد كتاب المغازي للواقدي،بيروت-عالم الكتب ،ص681/2

[15] البخاري، مُحَمَّد بن إسماعيل،صحيح البخارى ،ص622/2

کے دشمن رہتے تھے جنھوں نے مسلمانوں کو ظلم دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے انتقام لینے اور تلوار اٹھانے کی جگہ ان کو معاف کیا۔ کیا مذہبی رواداری کی اس سے بہتر مثال کسی اور مذہب کی تاریخ میں مل سکتی ہے؟ کیا دنیا اس کے علاوہ کوئی اور نظیر پیش کر سکتی ہے کہ جس میں قتل وغارت گری سے پاک ہو کر کوئی علاقہ فتح کیا گیا ہو اور دشمنوں کو معاف کر دیا گیا ہو؟

خطبہ حجتہ الوداع میں مذہبی رواداری:خطبۂ حجتہ الوداع ،وحدت الٰہی اور وحدت آدم کا ایسا آفاقی اعلان نامہ ہے ، جسے انسانی تہذیب کی روحانیت، مذہبی رواداری اور تخلیقی سفر کی منزل مراد کہا جا سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اگر انسانی تہذیب کے انتہائے کمال کو زبان میسر آجائے تو اس سے بالکل وہی الفاظ جاری ہوں گے جو اس خطبے میں خاتم النبیین ﷺ کی زبان سے ادا ہوئے، جس میں رنگ و نسل کی بنیاد پر اونچ نیچ کو ختم کر دیا گیا، ہر طرح کے تشدد کو یکسر مسترد کر دیا گیا، سبھوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا، جنگ وجدل اور خون ریزی کو یکسر مسترد کر دیا گیا، خدا کا خوف دلایا گیا کہ تمہیں اپنے ہر عمل کے سلسلے میں اپنے خدا کے محمد جواب دہ ہونا ہے۔[16] لیکن یہ اعلان نامہ محض لفظوں کا مجموعہ نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان لفظوں کی بنیاد پر جو انسانی معاشرہ وجود میں آیا وہ فرد کی آزادی، فرد و معاشرے کے مابین رشتے کے توازن، مذہبی رواداری کا منبع، انسانی صلاحیتوں کے اعلیٰ ترین تخلیقی اظہار اور اخلاقی و روحانی پاکیزگی کے لحاظ سے آج تک اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ وہی دوسری طرف امن وامان سے دنیا کو سرفشار کرنے کے لئے اقوام متحدہ کی طرف سے جاری شدہ عالمی منشور میں مذہبی روادری کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ لیکن آج تک نفاذ کو کوئی نام ونشان نہیں مگر خطبۂ حجتہ الوداع کے چودہ صدیوں کے بعد جاری ہونے والا یہ اعلان جو دنیا کے تقریباً تمام ملکوں کے اعلیٰ ترین دماغوں کی دانشورانہ و تخلیقی کاوشوں کا ثمرہ ہے، ہر لحاظ سے بصیرت محمدی کے نور میں نہایا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی تہذیبی و سیاسی زوال کے بعد انسانی تاریخ جن گلی کوچوں اور شاہراہوں سے گزری ہے اس کے زیر اثر کئی تبدیلیاں آئیں آج دنیا کے پاس مذہبی رواداری کا منشور تو ہے مگر اس کا احترام نہیں کیوں کہ وہ اس روحانی قوت وخلوص نیت اور جرأت عمل سے محروم ہے جسے محمد ﷺ کی معجزہ کار شخصیت نے انسانوں کے پیکر خاکی میں ایک برقی رو کی طرف دوڑا دیا۔ پہلی اور دوسری عالمی جنگ عظیم میں کروڑوں افراد جان بحق ہوئے، ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ تو اقوام متحدہ کے نام پر عالمی طاقتوں کے امن وآمان کا ایک بورڈ بنایا گیا۔ تاکہ پوری دنیا میں اس کے بتائے ہوئے اصول وضوابط پر عمل کرایا جا سکے۔

اقوام متحدہ کی مذہبی رواداری کے دفعات پر ایک نظر: اقوام متحدہ نے حقوق انسانی اور مذہبی رواداری کے لیے جتنے بھی قوانین بنائے، وہ تمام قوانین و منشور رسول ﷺ کے واسطے فتح مکہ المکرمہ اور حجتہ الوداع کے موقعے پر محمد ﷺ کے ذریعے دیے گئے خطبوں سے ہی لیا گیا ہے۔ یہاں صرف بطور نمونہ ان میں سے کچھ دفعات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اقوام متحدہ نے ان قوانین کو پاس تو کر لیا ہے لیکن آج تک اس پر عمل در آمد نہیں کرا سکا جب کہ دوسری جانب محمد ﷺ نے پہلے ان قوانین پر عمل کیا پھر اسے دنیا کے سامنے نافذ کر کے بھی دکھایا۔[17] بدقسمتی سے اس دستور کے مرتبین اور طاقتور ریاستیں اس بنیادی حق سے عام انسانوں کو محروم کر رہی ہیں اور اسے دوسرے مذاہب کی اہانت اور اپنے ذاتی، ملکی اور سیاسی مفادات کے لیے استعمال کر رہی ہیں، آج دنیا کے بہت سے ممالک بشمول ہندوستان میں تبدیلی مذہب پر پابندی کی بات ہو رہی ہے، پوری دنیا میں آج بنام دین اسلام مسلمانوں کے ساتھ ظلم و جبر کیا جا رہا ہے،

---

16 660،- P Reader's Digest Libeary of Modern Knowledge

17 Library, Research Paper 32, 20 March 2000 Chater of Fundamental Rights, House of The Commons Human Rights in the European Union

آزادی اظہار کے نام پر مغربی دنیا اسلامی نظریات کا مذاق اڑارہی ہے لیکن اس آزادی اظہار مذہب کے نام پر کوئی بھی مذہب، مغربی قوانین اور ان کی پالیسی کے خلاف کچھ نہیں بول سکتا۔ مصطفی ﷺ نے صدیوں پہلے انسانوں کو عقیدے اور مذہب کی آزادی دے دی تھا، اسلام کے نزدیک اگر کوئی شخص کوئی عقیدہ اختیار کیے ہوئے ہے تو اس پر کوئی پابندی اور جبر نہیں کہ اسے دوسرا دین اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ارشاد پاک ہے:"لا اکراہ فی الدین" [18] دین میں کوئی جبر نہیں۔ ایک یہودی ہے تو یہودی رہے، ایک عیسائی ہے تو عیسائی رہے، ایک ہندو ہے تو ہندو رہے۔ اس کے مذہب وعقیدہ پر کوئی دباؤ نہیں، ہاں! لیکن انہیں اسلام کی دعوت ضرور دی جائے گی، اسے حقیقت سے آگاہ ضرور کیا جائے گا رسول اکرم ﷺ نے اس حوالے سے اپنے رب کا فرمان دنیا کے سامنے پیش کر دیا: یہودی، عیسائی اور ہندو ہو تو وہ یہودی، عیسائی اور ہندو ہی رہے ان پر مذہبی پابندی کوئی بھی نہ ہو وہ مذہب میں آزاد ہو۔ ان کو اسلام کی دعوت ضرور دے ہاں ان پر سختی نہ کی جائے اور نہ دباؤ ڈالا جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"وقل الحق من ربکم فمن شاءفلیؤمن ومن شاء فلیکفر"[19] "کہہ دے اے اللہ رسول کہ تمہارے رب کی طرف سے حق آیا ہے پس جو چاہئے ایمان لے آئے اور جو چاہیے کافر ہو جائے۔ عالمی دستور کے آرٹیکل 7 میں ہے کہ ہر شخص قانون میں برابر ہے۔ اور آرٹیکل 8 میں ہے کہ ہر شخص کسی کے خلاف عدالت جانے کا حق رکھتا ہے۔ جب اس سے کوئی ظلم سرزد ہوا ہو۔[20] یہ سارے قوانین برائے نام ہے اور اپنے منشور کی شائستگی کے لئے بنائے گئے ہیں ورنہ اس کی نفاذ سے دنیا کوسوں دور ہے۔ ان دفعات کی حیثیت اس حقیقت سے دو کوڑی رہ جاتی ہے کہ برطانیہ میں آج بھی کوئن آف ویلز اور شاہی خاندان کے خلاف برطانیہ کی کسی بھی عدالت میں کوئی بھی مقدمہ دائر نہیں کیا جاسکتا۔ برطانیہ اور امریکہ نے برسوں سے ہزاروں بے گناہ افراد کو سیاسی قیدی بنا کر گوانتاناموبے اور ابوغریب جیل میں قید کر رکھا ہے اور ان پر ظلم وبربریت کی ساری حدیں جائز کر دی ہیں مگر ان میں سے آج تک کسی بھی فرد کو اپنے اوپر ہوے ظلم کے خلاف کسی بھی عدالت میں صفائی دینے کا موقع نہیں دیا گیا۔ دوسری طرف مصطفی ﷺ کی مذہبی رواداری اور انسانی حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں مقدس کردار ملاحظہ فرمائیں جس کی مثال دنیا کا کوئی بھی منشور دینے سے قاصر ہے۔ ایک معزز خاندان کی ایک عورت پر چوری کا الزام آیا جرم ثابت ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شریعت میں کسی بڑے خاندان کی کوئی تمیز نہیں لیکن کچھ لوگوں نے سزا معاف کی خواہش کی اور اسامہ بن زید نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچائی تو رسول اللہ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی سفارش کو سنتے ہی ارشاد فرمایا:"اتشفع فی حدود اللہ یا اسامہ! لو کانت فاطمہ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا"[21] کیا تم حدود اللہ میں رعایت کی بات کرتے ہوا ے اسامہ! اگر یہ چوری محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی کرتی میں اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرماتا۔ ایک یہودی کا ایک صحابی کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہوا جب جھگڑے نے طول پکڑا تو مسئلہ کسی سے حل نہ ہو سکا تو جھگڑا ختم ہونے کے لئے دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے بغیر مذہب کا لحاظ رکھتے ہوئے یہودی کے حق میں فیصلہ سنایا۔[22] عالمی منشور کے آرٹیکل نمبر 13 میں

---

[18] بقرۃ: 256

[19] کھف :29

[20] The Europen Convention for the Protection of Human Right،1950

[21] البخاري، محمد بن إسماعيل،صحيح البخارى ، ص1003/2

[22] البخاري، محمد بن إسماعيل،صحيح البخارى ص1003/2

جنگی محاذ آرائی کے متعلق ہے:"دو ملکوں کے درمیان لڑائی چھیڑ جانے میں کسی کو بھی شہر، محلات، تاریخی جگہوں اور باغات پر بمباری کی اجازت نہیں "۔[23] یہ منشور صرف کاغذی سطح پر ہی موجود ہیں، اسے آج تک لاگو نہیں کیا گیا، بلکہ اس قانون کی اب تک دھجیاں بکھیری جارہی ہیں۔ مثلاً عراق، افغانستان اور لیبیا کی جنگوں کو ہی دیکھ لیجئے جن میں لاکھوں لاکھ مسلمان مارے گئے، جن میں مذکورہ قانون کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ جب بھی اسوہ رسول ﷺ پر کوئی نظر دہرائے تو جنگی مہمات میں صحابہ کرام کے لشکر کے سالار کو اس بات پر بہت زیادہ زور دیا کرتا تھا کہ جنگ کے دوران کسی بوڑھے بچے یا عورت کو قتل نہ کیا جائے اور نہ آبادیوں کو نقصان پہنچایا جائے نہ باغوں اور کھیتوں کو جلایا جائے حتی الامکان جنگ سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ جنگی مہمات میں سالار کو اس بات پر زور دیتا تھا کہ کھیتوں کو نہ جلانا، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا آبادیوں کو نقصان نہ پہنچانا وغیرہ۔[24] محمد ﷺ کا تمام لوگوں پر بہت احسان ہے کہ آپ ﷺ نے رواداری کی ایسی بنیاد رکھی کہ کن حالات میں کس کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے، آج اس اساس کو تسلیم کرنا دنیا کی مجبوری بنتی رہی ہے۔

محمد ﷺ کی مذہبی رواداری اور اسوہ کریم کا اثر غیر مسلموں پر:

ابتداء اسلام کے انتہائی سخت دور میں بھی نبی کریم ﷺ نے مذہبی رواداری پر ایسا عمل کیا جس سے عظیم لیڈر بھی قاصر رہے اور مسلمانوں کے علاوہ کافر اور غیر مسلموں نے بھی آپنے کتابوں میں آپ ﷺ کی تعریف کی۔ چند امثال درج ذیل ہیں: تحریک آزادی کے لیڈر گاندھی نے تحریر کیا ہے:"نسل انسانی کے کروڑوں دلوں کو متفقہ طور پر اپنی مٹھی میں کرنے والی شخصیت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتا تھا۔ میں آخری طور پر مطمئن ہوں کہ اس دور کے حالات میں اسلام کے لئے جگہ بنانے والی چیز تلوار نہیں تھی، وہ چیز انتہائی سادگی، نبی ﷺ کا اپنے نفس کو مکمل فنا کر دینا، اپنے وعدوں کا مکمل لحاظ، اپنے دوستوں اور متبعین سے گہر الگاؤ ان کی دلیری، ان کی بے خوفی، خدا پر اور اپنے مشن میں کامل اعتماد تھا جو تلوار نہیں بلکہ ان چیزوں نے سارے کام انجام دیے "[25]

یہودی ڈاکٹر اسرائیل ولفنسون کا تبصرہ: آپ ﷺ اور سلاطین اسلام مذہبی آزادی اور رواداری کے ایسے نقوش چھوڑ گئے جس کی مثال پیش کرنے سے دنیا کی (قدیم وجدید تاریخ) قاصر ہے غزوہ خیبر میں جو مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا اس میں توریت کے متعدد نسخے تھے۔ یہودیوں نے درخواست کی وہ ان کو عطا کر دیئے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ یہ سب صحیفے ان کے حوالے کر دیئے جائیں۔ یہودی فاضل ڈاکٹر اسرائیل ولفنسون اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔"اس واقعہ سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ان مذہبی صحیفوں کا رسول اللہ ﷺ کے دل میں کس درجہ احترام تھا۔ آپ ﷺ کی اس رواداری اور فراخ دلی کا یہودیوں پر بڑا اثر پڑا۔ وہ آپ کے اس احسان کو کبھی بھول نہیں سکتے کہ آپ نے ان کے صحیفوں کے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں کیا جن سے ان کی بے حرمتی لازم آتی ہو۔ اس کے بالمقابل انہیں یہ واقعہ بھی خوب یاد ہے کہ جب رومیوں سے یروشلم کو سن 70 قبل مسیح میں فتح کیا تھا تو انھوں نے ان مقدس صحیفوں کو

[23] 1948،Duties of Man &The American Declaration of Rights

[24] ندوي، سيد سليمان، سيرة النبی، ص1/608

[25] Young Inidia_P، 7

آگ لگادی اور ان کو اپنے پاؤں سے روندا۔ اسی طرح متعصب نصرانیوں نے اندلس میں یہودیوں پر مظالم کے دوران توریت کے صحیفے نذر آتش کئے یہ ہے وہ عظیم فرق جو ان فاتحین (جن کا ابھی ذکر گذرا ہے) اور اسلام کے نبی کے درمیان ہمیں نظر آتا ہے۔"[26]

فاضل مؤرخ مسٹر جیمسن کی رائے: ایک اور فاضل مؤرخ مسٹر جیمسن جو ایک بے باک تاریخ داں ہیں جنھوں نے موجودہ دور کے تمام عیسائیوں اور مسلم مؤرخوں کی تحریروں کا بہت ہی باریک بینی سے اور ناقدانہ مطالعہ کیا ہے، لکھتے ہیں: "آنحضرت ﷺ نے نہایت فراخدلی کے ساتھ اسلامی مملکت میں آباد عیسائیوں کی جان، ان کی تجارت اور ان کے مال واسباب اور مذہبی امور کی ادائیگی اور ہر قسم کے تحفظ کی ضمانت دے دی۔ اور رواداری کے اصول پر نہ صرف خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہی نے پوری سختی سے عمل کیا تھا بلکہ تمام عرب حکمراں بھی رواداری کے اس اصول پر کاربند رہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے عروج کی تاریخ رواداری، بے توجہی اور ان کے اعلیٰ قدروں کو اجاگر کرنے کی تاریخ ہے۔ اس دور کی مسلمانوں کی سلطنتیں ستم رسیدہ، یہودیوں، اور نسطوری، یعقوبی اور دوسرے عقائد رکھنے والے عیسائیوں کی پناہ گاہ تھیں اور ان کے مذہبی عقائد سے اختلاف کے باوجود مسلم ممالک میں انھیں پناہ لینے کی کھلی آزادی تھی۔ بلکہ انھیں مذہبی فرائض کی ادائیگی اور اپنی عبادت گاہوں کو تعمیر کرنے کی بھی آزادی حاصل تھی"۔[27]

ہملٹن نامی انگریز سیاح کی رائے: ہملٹن نامی ایک انگریز سیاح جو باشاہ عالمگیر کے زمانے میں ہندوستان آیا تھا وہ اپنے سفر نامے میں مختلف شہروں کا عینی مشاہدہ درج کرتے ہوئے شہر ٹھٹھہ کے متعلق لکھتا ہے: "حکومت کا مسلمہ مذہب اسلام ہے۔ لیکن تعداد میں اگر دس ہندو ہیں تو ایک مسلمان ہے، ہندوؤں کے ساتھ مذہبی رواداری پوری طرح برتی جاتی ہے۔ وہ اپنے برت رکھتے ہیں، پوجاپاٹ کرتے ہیں اور تہواروں کو اسی طرح مناتے ہیں جیسے کہ اگلے زمانے میں مناتے تھے۔ جبکہ بادشاہت ہندوؤں کی تھی"۔[28]

سر ولیم میور نے لکھا: "رسول خدا نے بنی حارث اور نجرا[29]ن کے پادریوں کو پوری مذہبی آزادی دینے کا اقرار کیا تھا۔ وہ اپنے طریقے پر اپنے گرجاؤں میں جس طرح چاہیں عبادت کریں بشپ اور راہب اپنی جگہ پر بحال رہیں جب تک یہ لوگ امن وامان کے ساتھ رہیں ان کے ساتھ کچھ تعرض نہ ہوگا۔"[30] دین ومذہب کے سلسلے میں مسلمانوں کے ساتھ دوسری اقوام نے کیا سلوک وبرتاؤ کیا، کس طرح سے انھیں مذہبی جبر واکراہ کا شکار بنایا اس کی تفصیل تاریخ کی کتابوں میں آج تک محفوظ ہے۔ کہ اندلس کی سرزمین پر مسلمانوں نے کئی سو سال تک حکومت کی اور وہاں کے چپہ چپہ پر اسلامی تہذیب وثقافت کی یادگاریں قائم کیں۔ لیکن جب حکومت واقتدار ان کے ہاتھوں سے نکل گیا اور ادبار نے ان کو آگھیرا تو عیسائیوں نے ان کے ساتھ کیسی سفاکی ودرندگی کا مظاہرہ کیا۔ ایک انگریز مورخ کی زبانی سنئے وہ لکھتا ہے: "غرناطہ کے سقوط کے بعد ان تمام عربوں کی موت تھی۔ جنھوں نے اسپین پر سات سو اکیاسی 781 سال(711-1492) تک حکومت کی، فردی ننڈ سے معاہدہ تو ضرور ہو گیا تھا۔ لیکن اس پر عمل کرنے کا اس کا مطلق ارادہ نہ تھا۔ اس نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔ یہی اس کی زندگی کا مقصد تھا۔ وہ اپنی سیاسی زندگی میں ذاتی مفاد کی خاطر ہر چیز کو قربان کر سکتا تھا۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ عربوں کو مجبور کرے گا کہ وہ

---

[26] ندوي، عبد العليم حبيب، تاريخ اليهود في بلاد العرب، ،ماخوذ رسول اللہ کی انسانیت نوازی، ادارہ احیاء علم لکھنؤ، ص170

[27] اسلام اور رواداری، دعوت، دہلی 13 ستمبر 1973، ص:59

[28] سفر نامہ ہملٹن، ج1، ص:127،129

[29]۔لائف آف محمد، ج2، ص299

[30] لائف آف محمد، ج2، ص299

اپنے مذہب اور طرز زندگی کو ترک کر کے یہاں کے باشندوں میں ضم ہو جائیں۔ وہ اپنے مذہبی قوانین میں تبدیلی اس طرح کرتا رہا کہ سارے مسلمان کیتھولک بنے رہیں۔ مسلمانوں پر عبادت کرنے کی پابندی عائد کی گئی۔ پھر وہ کھل کر اس اعلان کے ساتھ سامنے آگیا کہ وہ مسلمان جو عیسائیت قبول نہ کریں ملک بدر کر دیئے جائیں۔ غرناطہ میں کہرام مچ گیا، مگر کوئی ساعت نہیں ہوئی مسلمان گرجاجاتے عیسائیوں کی طرح عبادت کرتے، مگر گھر آکر توبہ استغفار کرتے۔"[31]

سنگدلی اور بے رحمی کی یہی تاریخ صقلیہ میں بھی دہرائی گئی۔ جہاں عربوں نے دو سو سال تک حکومت کی تھی۔ لیکن جب 1072 میں پلرمو کی لڑائی میں شکست ہوئی تو جس طرح مسلمانوں کو تباہ کیا وہ بھی ایک مؤرخ کی زبانی سنئے:" پلرمو میں پانچ سو مسجدیں تھیں، ان کو منہدم کر کے گرجاگھر میں تبدیل کر دیا گیا۔ وہاں علماء صوفیا اور حکماء کی جتنی قبریں تھیں، سب نیست و نابود کر دی گئیں۔ چارلس دوم کے زمانے میں سسلی کے مسلمانوں کو زبردستی عیسائیوں کا بپتسہ دیا گیا۔ نوسیرا اور بوسیرا کے مسلمانوں کی تعداد اسّی 80 ہزار تھی ان کو زبردستی عیسائی بنالیا گیا۔ ساری جگہیں مسلمانوں سے خالی کرالی گئیں۔"[32]

نتائج البحث: محمد ﷺ کی مذہبی رواداری اور تعلیمات ملکی اتحاد و سالمیت کے لیے تیر بہدف اور مفید نسخہ ہے۔ اگر ہمارے اکابرین مملکت اور لیڈران ان بنیادوں پر ریاست کو پروان چڑھائیں تو ہر قسم کے انتشار و افتراق سے بچ سکتے ہیں۔ ملک اور باشندگان ملک دونوں پرامن زندگی گزار سکتے ہیں اور ہر طرف پھیلی ہوئی بدامنی اور دہشت گردی کا خاتمہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

Bibliography

1. Al shajastāni,Dāwūd bni salmain bin ashāis, *sonan e abi Dāwūd*, Bairūt ,Al-maktaba ul asriya, 1983
2. Ibn e Hisham,abdul, malik bin Hisham ,al *Sirat al- nabviyah*, Bairūt, Dar al mārif,1995
3. Nadvi, sayid sulaim, *Sirat al- nabi*, Bairūt: Dar al musanifin,Dihli,1988
4. Muhammad bin Ismā'īl aI-Bukhārī, *Sahīh ul Bukhārī,* (Bairūt:Dar ul Salaa'm,1999
5. Ibn e Kasir Ismā''īl bni umar,*Bidayah wannihayah*, Bairūt Dar al marif, 2001,
6. Al nisapori,Muslim bin Hajaj,*Sahih ul- muslim*, Karachi:Idāra Fkr e **I'**islami, 1981
7. Al Waqdi, Muhammad bin umar, *kitāb al Maghazi*, Bairūt: Dar al kitāb al alāmīa, 1994
8. Muftī Muhammad Shafī, *Ah'kam al Qur'ān*, ,(Karachī: Dar al Isha'at ,2012
9. Badr ul dīn Mahmūd bin Ahmad ,Aynī, *Umdat ul Qārī*, ,(Bairūt: Dar al Kitāb al alāmīa,1999
10. Muhammad ibn'abd Allāh Ibn al-'Arabī, *Ah'kam al Qur'ān*, ,(Bairūt: Dar ul Kitab ul 'Alāmīa,2003
11. Āhmad bin Alī Abū bakr Jasās, *Ah'kam al Qur'ān*, (Bairūt: Dar al kitāb al alāmīa, 1994

[31] ہسٹری آف دی ورلڈ، ج6، ص258

[32] ایضاً ، ج6، ص90